ٹی 20 سے پہلے تھر میں بھوک کو شکست دینا ہوگی

تحریر: سہیل احمد لون

آخر کار ایشیاء کپ کے بخار سے پاکستانی قوم کو اللہ تعالی نے شفا بخش دی۔ یہ الگ بات ہے کہ چند روز میں T20 ورلڈ کپ کی وبا پھیلنے والی ہے جس کی لپیٹ میں اٹھارہ کروڑ عوام پھر آ جائے گی۔ پاکستانیوں کے لیے سری لنکا سے فائنل ہارنے کے غم سے زیادہ خوشی اس بات کی تھی کہ ہنومان لنکا ڈھانے میں بھی ناکام رہا۔ جاوید میانداد کے شارجہ میں تاریخی چھکے کا شاید نئی نسل کو پتہ نہیں تھا مگر شاہد آفریدی نے ایسا کام کر دکھایا کہ میڈیا کو 1986 یاد آ گیا۔ بھارت، انگلینڈ اور آسٹریلیا جو جمہوریت کے علمبردار ہونے کے دعویدار ہیں، آپس میں ساز باز کر کے بگ تھری بنا کر آئی سی سی پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ پاکستان اپنے موقف پر قائم رہا، جس میں سری لنکا کی حمایت بھی شامل رہی، اس کے علاوہ تمام دیگر ممالک کو بھارتی لابی ورغلانے میں کامیاب ہو گئی۔ بگ تھری کے قیام کے بعد کرکٹ کے دو بڑے ٹورنامنٹ ہوئے ہیں۔ انڈر 19 کا عالمی کپ جس میں پاکستان نے جنوبی افریقہ سے فائنل ہارا۔ اس کے بعد ایشیاء کپ جس میں پاکستان ایک مرتبہ پھر فائنل تک رسائی حاصل کرنے میں کامیاب ہوا۔ فائنل اگرچہ سری لنکا نے جیتا مگر بھارت کو ہرانے سے پاکستانی ٹیم خصوصاً شاہد خان آفریدی نے پاکستانی عوام کے دل ضرور جیت لیے۔ انڈر 19 کے عالمی کپ اور ایشیاء کپ میں بگ تھری کو فائنل تک رسائی تو نہ ہوئی مگر ان کے امپائرز نے بگ تھری کی نمائندگی بڑی ''دیانتداری'' سے کرنے کا ثبوت فراہم کر دیا۔ کرکٹ کے دو میگا ایونٹ میں پاکستان کا فائنل کھیلنا بگ تھری کے لیے واضح پیغام ہے کہ پاکستان کے بغیر کرکٹ بے رنگ و نور ہے۔ یہ سچ ہے کہ جن حالات میں پاکستانی ٹیم اب گزر رہی ہے وہ پہلے کبھی نہیں دیکھنے پڑے۔ دہشت گردی کی وجہ سے دوسری ٹیموں کا پاکستان میں کھیلنے سے انکار اور کچھ ممالک تو پاکستانی ٹیم کو گھر بلا کر کھیلنے پر خوش نہیں۔

سپاٹ فکسنگ، میچ فکسنگ اسکینڈلز، خاندانی قبضہ گروپ، غیر متوازن ٹیم کا انتخاب، آئی پی ایل میں کسی پاکستانی کھلاڑی کا حصہ نہ لینا، ایسے عوامل ہیں جن سے ٹیم کی کارکردگی متاثر ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ وطن عزیز میں سیاست ایک کھیل کی طرز میں ہوتی ہے اور کھیل میں سیاست نظر آتی ہے۔ کرکٹ کے چیئرمین کی تقرری بھی سیاسی عمل ہے، اگر ہم گزشتہ چند برسوں کے کرکٹ کے چیئرمینز کی فہرست کا جائزہ لیں تو اس بات کا صاف پتہ چل جائے گا کہ یہ ایک خالصتاً سیاسی پوسٹ ہے جسے ہر دور میں برسر اقتدار سیاسی یا عسکری قیادت اپنے ہی لوگوں کو نوازتے رہی ہے۔ شکر ہے طالبان نے آج تک کرکٹ کے بارے میں فتوی جاری نہیں کیا۔ ویسے خواتین کے عالمی دن پر مردوں کی کرکٹ ٹیم ہار گئی مگر پاکستانی خواتین کرکٹ ٹیم نے بنگلہ دیش کو ہرا دیا۔ اگر ظالمان کی شریعت نافذ ہو جائے تو بیچاری خواتین کی کرکٹ ٹیم کا کیا حال ہوگا؟ یونیفارم کیسا ہوگا؟ مردوں کی ٹیم کا کپتان بھی وہی بنایا جائے گا جس کی داڑھی سب سے لمبی ہو، گرین کیپ کی بجائے رنگین پگڑیوں میں گراؤنڈ میں نظر آئیں گے۔ جیتنے کی خوشی میں ہوائی فائرنگ ہوگی اور ہارنے کی صورت میں کھلاڑی بغیر گردنوں کے نظر آئیں

گے۔کیچ چھوڑنے پر سر عام درے لگائے جاتے۔شکر ہے امریکی کرکٹ ٹیم نہیں ورنہ امریکہ سے ہارنے کے بعد ٹیم کو غداری کیس کا سامنا کرنا پڑ جاتا۔شکر ہے طالمان نے اپنی شرائط میں اب تک کرکٹ کو شامل نہیں کیا۔ہماری عوام نے بھارت کو ہرانے کے بعد جیت کا جشن اتنا منایا کہ سری لنکا سے فائنل ہارنے کے باوجود ان کے رقص و سرور میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔بنگلہ دیش نے اپنے ہوم گراونڈ اور ہوم کراوڈ کے باوجود کوئی میچ نہ جیتا مگر اس کے باوجود آفرین ہے بنگلہ دیشی تماشائیوں پر جنھوں نے رونا شروع کر دیا مگر بھارتی تماشائیوں کی طرح کم ظرفی کا مظاہرہ کر کے سٹیڈیم میں کرسیوں کو آگ نہیں لگائی۔بھارت رقبے اور آبادی کے لحاظ سے ضرور بڑا ہے مگر حوصلے میں ابھی اتنا ''بگ'' نہیں ہوا۔جس کا ثبوت انہوں نے بھارتی ٹیم کے خلاف پاکستانی ٹیم کی کامیابی کا جشن منانے والے کشمیری نوجوانوں کے ساتھ غیر انسانی سلوک کر کے دیا۔جہاں تک کھیل کے میدان میں کارکردگی کا تعلق ہے پاکستان کا پلہ خاصا بھاری ہے۔ایک روزہ بین الاقوامی کرکٹ میں جیت کے تناسب میں پاکستان آسٹریلیا اور جنوبی افریقہ کے بعد تیسرے نمبر پر ہے،ٹیسٹ میچوں میں آسٹریلیا،انگلینڈ اور جنوبی افریقہ کے بعد چوتھے نمبر پر ہے۔پاکستان اور بھارت کے باہمی میچوں پر نظر ڈالی جائے تو بھی پاکستان نے بھارتی ٹیم کو زیادہ مات دی ہے۔پاکستانی ٹیم کا بیرونی ممالک میں ریکارڈ بھارت سے کہیں بہتر ہے یہی وجہ ہے کہ بھارت کو گھر کے شیر کے نام سے سوشل میڈیا میں اکثر یاد کیا جاتا ہے۔بھارتی کرکٹ بورڈ کی پالیسی بھی ان کی خارجہ پالیسی کی طرح ملکی مفاد کو ذاتی مفادات پر ترجیح دے کر بنائی جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ بگ تھری جیسا غیر جمہوری عمل جمہوری طریقے سے کامیاب کیا گیا۔

ایک وقت تھا جب چھٹی کے دن باہر کا رخ کرتے تو کھیل کے میدانوں میں کرکٹ کا میلہ لگا ہوتا تھا۔میرا بچپن شمالی لاہور میں گزرا ہے جہاں یو ای ٹی،کمپری ہینسو ہائی سکول،سکیم نمبر 2،چائینہ سکیم،منٹو پارک اور پاتھی گراونڈ میں ہم کرکٹ کھیلا کرتے تھے۔اب یو ای ٹی،کمپری ہینسو سکول میں سیکیورٹی خدشات پر داخلہ ممنوع ہے،صرف وہ طالب علم جو وہاں تعلیم حاصل کرتے ہیں ان کے علاوہ کسی بھی شخص کو وہاں گراونڈ میں کھیلنا تو درکنار داخل ہونے کی بھی اجازت نہیں۔اس کے علاوہ دیگر قریبی میدانوں میں کھیلنے کی سہولت میسر نہیں۔کہتے ہیں جہاں پارک اور کھیل کے میدان سنسان ہو جائیں وہاں ہسپتال آباد ہو جاتے ہیں۔جہاں کھیل کے میدان کا وجود ہی نہ رہے وہاں آنے والی نسلوں سے کیا توقع کی جا سکتی ہے۔ہمارے اندرونی حالات دیکھ کر ٹیم کی حالیہ کارکردگی قابل ستائش ہے۔دو تین پرچی مارکہ کھلاڑیوں کی جگہ حقدار ٹیلنٹ کو موقع فراہم کیا جاتا تو نتائج اس سے بھی بہتر آ سکتے ہیں۔اس سے یہ بات تو واضح ہے کہ وطن عزیز میں ٹیلنٹ کی کمی نہیں،مگر اس کو اس کو صحیح طریقے سے استعمال کرنے کی بجائے ضائع کر دیا جاتا ہے۔بچے قوم کا مستقبل ہوتے ہیں ان کا حال اگر ایسا ہو کہ ان کو صحت،خوراک،پانی،رہائش،تعلیم جیسی بنیادی سہولیات سے محروم رکھا جائے تو ان سے آنے والے وقت میں کیا امید رکھی جا سکتی ہے۔تھرپارکر میں درجنوں بچے انہیں سہولیات کے فقدان سے دنیا فانی سے کوچ کر گئے۔ویسے بھی پاکستان دنیا میں ان ممالک میں سر فہرست ہے جہاں بچوں،خصوصاً پیدائش کے فوراً بعد اموات کی شرح سب سے زیادہ ہے۔ایسی زبوں حالی میں بھی اگر پاکستانی ٹیم فائنل کھیلتی ہے تو یہ بڑے اعزاز کی بات ہے۔

کہنے کو تو کرکٹ ایک کھیل ہے مگر پاکستان میں واحد شئے ہے جو ساری عوام کو چاہے چند گھنٹوں کے لیے ہی مختلف گروہوں سے پاکستانی

ضرور بنادیتی ہے۔کرکٹ کھیل ہے اسے کھیل ہی رہنے دیا جائے تو بہتر ہے۔کیا ہی اچھا ہو کہ لوگ کرکٹ میچ پر جیسے قوم دکھائی دیے اسی طرح دوسرے معاملات میں بھی صرف پاکستانی بن کر سوچیں۔جیسے اس وقت انہیں تھر کے بچوں بارے ویسے ہی پریشان ہونا چاہیے جیسے پاکستان کی فتح کیلئے ہوتے ہیں کیونکہ حقیقی فتح کسی دوست یا دشمن ملک سے کسی میچ میں لحاتی فتح نہیں بلکہ مستقبل کے معماروں کو بچانا اور انہیں بہتر زندگی فراہم کرنا ہے۔یہی وقت کا سچ ہے کچھ بعید نہیں کے مستقبل کا آفریدی تھر کے ان معصوم بچوں میں سے ہی کوئی ہو جو اس وقت آپ کی خوراک اور دوا کا منتظر ہے۔

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن۔سرے

sohailloun@gmail.com

08-03-2014.